© rasailojaraid.com

ساغر اقبالی

آخری صفحہ

☆ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ عموماً کہا کرتے تھے کہ: ''زندگی ہی کیا ہے' تین چوتھائی ریل میں کٹ گئی' ایک چوتھائی جیل میں' جتنے دنوں باہر رہے' لوگ گلے کا ہار بنتے گئے' آج کلکتہ' کل ڈھاکہ سے لکھنؤ' لکھنؤ سے بمبئی' پھر آگرہ' آگرہ سے دہلی اور دہلی سے لاہور' لاہور سے پشاور' پشاور سے کراچی۔''

''ذرا ہندوستان کے دیہات اور قصبات کا اندازہ کرلو' ہر کہیں گھوما پھرا ہوں' سال کے تین سو پینسٹھ دنوں میں تین سو چھیاسٹھ تقریریں کی ہوں گی' دن کہیں رات کہیں' صبح کہیں' شام کہیں''۔ ''میں نے تقریر کی' لوگوں نے کہا' واہ شاہ جی واہ' میں قید ہو گیا' لوگوں نے کہا''! آہ شاہ جی آہ! اور واہ واہ میں ہم ہو گئے تباہ۔''

(شورش کاشمیریؒ)

☆ ایک روز حبیب جالب رات کے دس بجے تک' چائنیز لنچ ہوم میں' سیاسی دوستوں کے ساتھ بیٹھے گپ شپ کرتے رہے' اسی اثنا میں اتفاقاً مولانا عبدالستار خان نیازی بھی پہنچ گئے اور انہوں نے بھی گفتگو میں حصہ لینا شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ رات کے بارہ بج گئے۔ مولانا اٹھ کر جانے لگے تو حبیب جالب نے کہا ''حضرت! آپ میرے غریب خانے پر قدم رنجا فرمائیں۔''

مولانا نے شکریے کے ساتھ معذرت کی مگر حبیب جالب بضد رہے۔ بالآخر انہیں جالب کے گھر جانا پڑا۔ دستک پر جالب کے والد محترم غیض و غضب میں باہر نکلے تو شاعر عوام نے مولانا عبدالستار خان نیازی کو آگے کیا اور کہا: ''ابا جی! آپ روزانہ پوچھتے تھے کہ میں رات گئے تک کن لوفروں کے ساتھ بیٹھا رہتا ہوں۔ میں نے سوچا آج اُن سے آپ کی ملاقات بھی کرادوں۔ ان سے ملیں آپ ہیں عبدالستار خان نیازی مدظلہ العالی۔''

(عطاء الحق قاسمی)

☆ ابا جی' مجھے مارتے تھے تو امی بچا لیتی تھیں' ایک دن میں نے سوچا اگر امی پٹائی کریں گی' ابا جی کیا کریں گے۔ اور یہ دیکھنے کے لئے کہ کیا ہوتا ہے' میں نے امی کا کہا نہ مانا' انہوں نے کہا ''بازار سے دہی لا دو'' میں نہ لایا۔ انہوں نے سالن کم کر دیا' میں نے زیادہ اصرار کیا۔ انہوں نے کہا پیڑھی پر بیٹھ کر روٹی کھاؤ' میں نے دری بچھائی اور اس پر بیٹھ گیا۔ کپڑے میلے کر لئے' میرا لہجہ بھی گستاخانہ تھا' مجھے پوری توقع تھی کہ امی ضرور ماریں گی مگر انہوں نے کیا یہ کہ مجھے سینے سے لگا کر کہا:

''کیوں دلا و پُتّر! میں صدقے' بیمار تو نہیں ہے تُو؟'' اُس وقت میرے آنسو تھے کہ رکتے ہی نہیں تھے۔

(''مٹی کا دریا''۔ میرزا ادیب)

© rasailojaraid.com